قیمت سالانہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۲۷ جولائی ۱۹۱۷ء | نمبر ۳۰

گلدستہ خبر

۴ اگست کو جنگ کی تیسری سالگرہ ہوگی اس موقعہ پر ملک معظم اور ملکہ معظمہ خاص طور پر عبادت میں شریک ہونگے۔

جرمن شرائط صلح میں سے ایک یہ ہے کہ بلجیم جرمن کا ایک ملک محروسہ بنے۔

ہمارے وزیر اعظم نے حال ہی میں اس پر سخت اعتراض کئے ہیں۔

پیرس میں اس وقت اتحادیوں کی کانفرنس ہو رہی ہے۔

اس میں مسٹر لائڈ جارج۔ ایم ایچ سار و جنرل پٹین بھی شریک ہیں۔

بوتھا نے ۰۰۰۰۰۰۷۵ پونڈ کے ووٹ آف کریڈٹ کی تحریک کی ہے۔

امریکہ نے اتحادیوں کو تین ماہ کے اندر اندر ۰۰۰۰۰۵۲۳۳ ڈالر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

۲۳ جولائی کو شام کے وقت گسر اور چندرائی سٹیشنوں کے درمیان ایک مسافر گاڑی ریلیف ٹرین سے ٹکرا گئی۔

دونوں انجن دو تیسرے درجہ کی گاڑیاں ٹوٹ گئیں ۲۶ آدمی ہلاک اور ۴۰ مجروح ہوئے۔

صوبہ آگرہ کی زمیندار ایسوسی ایشن نے زیر صدارت آنریبل نواب عبدالمجید خاں کی وفاداری کا رزولیوشن پاس کیا۔

اس رزولیشن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم موجودہ غیر موقت پولیٹیکل تحریک کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ برطانوی ریلوں پر مردوں کی بجائے ½ ملین (ساڑھے دس لاکھ) مستورات کام کرتی ہیں۔

جن لڑکیوں نے انٹرمیڈیٹ پاس کر لیا ہے اور کسی کالج میں جانے کی خواہشمند ہیں ان کے لئے گورنمنٹ نے ۲۰۔ ۲۰ روپیہ ماہوار کے دو وظیفے مقرر کئے ہیں۔

یہ وظیفے دو سال تک ان لڑکیوں کو ملتے رہینگے۔

سیام نے جرمن کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔

حضور ملک معظم نے اپنے خاندان کے شہزادوں اور شہزادیوں کے جرمن خطابات بدلکر انگریزی خطابات دیدیئے ہیں۔

۲۳ تاریخ کی رات کو ریاست کے پہاڑوں پر کثرت بارش کے دریائے جہلم میں از سر نو طغیانی آگئی ہے۔

دریا میں پانی نو فٹ بڑھ گیا ہے سارا شہر پانی سے گھرا ہوا ہے۔

مگر پانی بہت جلد گھٹنے لگا اور اب شہر کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔

تاربرقیات

نیا ووٹ آف کریڈٹ

لنڈن ۲۴ جولائی۔ مسٹر بونرلا اس ہفتہ ۶۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ کے ووٹ آف کریڈٹ کی تحریک کرینگے۔ یہ تحریک ان تمام تحریکوں سے زیادہ ہے جو آجتک کی گئی ہیں۔ کل ووٹ آف کریڈٹ ۵۲۹۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ کا ہو چکا ہے۔

لنڈن ۲۴ جولائی۔ ہاؤس آف کامنز میں مسٹر بونرلا نے ۶۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ کے ووٹ آف کریڈٹ کی تحریک کرتے ہوئے کہا کہ یہ ووٹ کسی ماقبل سال کے ووٹوں سے ۱۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ زیادہ ہے۔ گذشتہ ووٹ آف کریڈٹ میں سے اوسط روزانہ خرچ کے حساب سے ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ روزانہ تخمینہ میں زیادہ ہوا ہے۔ یہ تخمینہ ۵۴۱۰۰۰۰ پونڈ روزانہ کا تھا جبکہ حال سال کے ۱۱۲ دنوں کا روزانہ خرچ ۶۷۹۵۰۰۰ پونڈ تھا۔

یہ زیادتی ذیل کے محکمہ جات میں ہوئی۔ فوجی بحری بیڑہ اور سامان جنگ میں ۵۰۰۰۰۰ پونڈ روزانہ۔ اتحادیوں اور ماتحت ممالک کو پیشگی دینے میں ۵۰۰۰۰۰ پونڈ کا۔ متفرقات میں ۱۰۰۰۰۰ پونڈ روزانہ کا اضافہ ہوا۔ وہ قدرے نا امید ہو گیا ہے کہ باوجود امریکہ سے امداد آنے کے ہماری ان رقوم میں زیادتی ہوگی جو اتحادیوں کو پیشگی دی گئیں۔ ہمارا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ کہ اتحادی ایک ہیں۔ اور جس قدر روپیہ ان پر خرچ ہوا ہے۔ وہ ہمارے ہی لئے ہوا ہے۔ جو بار ہم نے اٹھایا ہے وہ بڑا ہے اور ہماری بےغرضی کا ایک ثبوت ہے کیونکہ ہم صرف اپنے ہی لئے جنگ نہیں کر رہے ہیں۔ ہمکو اس امر کا بھی اطمینان ہے کہ امریکہ اس سوال میں اسی نیت سے حصہ لیگا جو ہماری ہے۔ اس نظر سے کہ اتحادیوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ اور کہ ہمیں بھروسہ ہے کہ امریکہ میں سامانوں اور اتحادیاں کے لئے ہر قسم کے ضروری کاموں کے لئے امریکہ سے روپیہ برابر ملتا رہیگا۔

اتحادیوں اور ماتحت ممالک کو کل پیشگی ۱۰۲۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ دیا گیا۔ مگر کل پیشگی ممالک محروسہ کے لئے صرف ۴۷۰۰۰۰۰۰ پونڈ ہے۔ فوجی اخراجات کی زیادتی کے ایک حصہ اس وجہ سے تھا کہ ہم نے جنگی خدمات کے متعلق ہندوستان کو زیادہ دیا کیونکہ جب بجٹ تیار ہوا تھا اور ہندوستان سے جس قدر امداد آنے کی توقع تھی اس سے زیادہ مدد ہندوستان سے آئی ہوائی جہازوں کے اخراجات میں بہت زیادتی ہوئی۔

موضع شولی میں ایک سادھو کے کان سے جب منتر پڑھ کر ان آثاری گئیں اور فوجی وردی پہنائی گئی تو بہی آنا فانا بہادر سپاہی بنگیا

نوکری کی ضرورت ہے

اگر کسی مشنری صاحب کو تجربہ کار منیجر یا سپرنٹنڈنٹ آف انڈسٹریز یا ورکشاپ کی ضرورت ہے تو وہ ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرے۔ مجھے بوٹ اور شوز بنانے کپڑا بننے بڑھئی و درزی اور کاری کے کاموں سے پوری واقفیت ہے اور انکے متعلق عمدہ اسناد موجود ہیں۔ پتہ یہ ہے۔ متلاشی روزگار معرفت منیجر اخبار نور افشاں لودیانہ پنجاب

زندگی ہوگا۔ زندگی میں کس قسم کے مضامین ہونگے اس کا اندازہ پرچہ دیکھکر ہی ہو سکیگا مختصراً یہ بتا دینا کافی ہے کہ (۱) اسمیں ابتدائی کلیسیا کے بزرگوں کے حالات اور انکی تعلیم کا لب لباب پیش کیا جائیگا (۲) زمانہ حال کے عالمان علم الٰہی کے خیالات ہدیہ ناظرین ہونگے (۳) روحانی زندگی اور تجربہ کے متعلق مفید مضامین شائع کئے جائینگے (۴) نامی مسیحیوں کی مختصر سوانح عمریاں پیش کیجائیں گی (۵) مسیحی انجمنوں اور مشنوں کے حالات درج کئے جائینگے اور حسب ضرورت مشنوں کے عام انتظام کے متعلق اظہار رائے اور تبادلہ خیالات ہوگا (۶) ہندوستانی مسیحی جماعت کی مذہبی قومی اخلاقی اور تمدنی ترقی کے متعلق مضامین شائع ہونگے (۷) سبق آموز افسانے دلچسپ نظمیں اور غزلیں التزاماً درج ہونگی غرض سرِ دست یہ ہے کہ زندگی کو ایک معزز مسیحی رسالہ بنانے کی کوشش کیجائیگی اور اسکو مفید و دلچسپ بنانے میں حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائیگا۔ ہماری خاص کوشش یہی ہوگی کہ اسکو ہر طرح سے ہندوستانی مسیحی جماعت کی رائے اور خیالات کا آئینہ ثابت کریں بالفعل زندگی کا حجم علاوہ سرورق ۳۲ صفحہ ہوا کریگا مگر رفتہ رفتہ حجم بڑھا دیا جائیگا اور حسب گنجائش عکسی تصویروں کی اشاعت کا انتظام بھی کیا جائیگا قیمت سالانہ عہ محصول ڈاک ہوگی۔ نمونہ ۳ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا مسیحی برادران سے توقع کیجاتی ہے کہ اس ضروری اور اہم خدمت میں ہاتھ بٹائینگے اور کوشش کرینگے کہ شروع ہی سے زندگی کی بنیاد پختہ ہو اور اسکا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ فوراً اسکی خریداری منظور فرمائیں عہ سالانہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ جملہ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کیجائے۔

پی ایل شاکر منرو اپریس لکھنؤ (اودھ)



ایڈیٹوریل نوٹس

سنہری شادی

ناظرین میں سے اکثر سنہری شادی کی رسم سعید سے واقف ہونگے۔ تو بھی اتنا بتا دینا کافی ہوگا کہ انگریزوں کے درمیان یہ نام "گولڈن ویڈنگ" یا سنہری شادی کسی کی شادی کے دن کی پچاسویں سالگرہ کو دیا جاتا ہے۔ دوست اور رشتہ دار اس خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ اور خاص رسم ادا کی جاتی ہے حقیقت نام ہی سے واضح ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق ۱۷ جولائی سنہ رواں کو لنڈورو منصوری میں پادری اور مسز اے۔ ایم ویری صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی کی گولڈن ویڈنگ یا سنہری شادی کی رسم ادا کی گئی قریب ۱۵۰ رشتہ دار اور دوست اس تقریب پر آپ کو مبارکباد کہنے کے لئے حاضر تھے۔ ہندوستان کی مشنوں میں یہ عجیب اور غریب موقعہ تھا۔ ڈاکٹر اور مسز ویری صاحب کے اسم گرامی سے عنقریب تمام ہندوستان بخوبی واقف ہے۔ ان کی شادی امریکہ میں ۱۸۶۷ء میں ہوئی تھی۔ اور مذکورہ بالا تاریخ پر ان کی شادی کو اور ہندوستان میں آئے کو پچاس برس ہوگئے ہیں۔ آپ ۲۵ برس کی عمر میں اے۔ پی مشن سے متعلق مشنری ہوکر یہاں تشریف لائے تھے۔ جس وقت آپ یہاں تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس وقت کوئی سٹیم شپ (دخانی جہاز) نہر سویز کی راہ سے نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے ان کو راس امید (کیپ آف گڈ ہوپ) کے اوپر سے گھوم کر آنا پڑا لہٰذا اس سفر میں ان کو چھ مہینے لگے تھے۔ مگر اب صرف ایک ماہ کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر ویری صاحب ولایت سے آتے ہی سب سے پہلے راولپنڈی مشن سٹیشن پر تعینات ہوئے۔ وہاں بعد ان کا تبادلہ لودیانہ کو ہوا اور مشن پریس کے مہتمم مقرر ہوئے۔ سب ناظرین بخوبی جانتے ہونگے کہ آپ نے پنجاب میں آج تک کیسے مفید اور عمدہ کام کئے ہیں۔ اخبار نور افشاں آپ کا ہی جاری کیا ہوا اور انہیں کے اہتمام میں آج تک تمام اردو خواں مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کی خدمت اور خداوند کا جلال ظاہر کرتا رہا اور تا حال خدا کے فضل سے کر رہا ہے آپ اس کے ذمہ دار ایڈیٹر ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بہت سی عمدہ عمدہ اور مفید تصنیفات بھی کی ہیں۔ جو کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا کی جانب سے برابر شائع ہوتی رہی ہیں۔ بالخصوص مسلمانوں کے درمیان آپ کو تقریری اور تحریری امور میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ آپ مشن کے کام میں بڑے ہوشیار اور تجربہ کار ہیں ہندوستانی مسیحیوں کے دلی ہمدرد اور مددگار ہیں بڑے صاحب دور اندیش اور جفاکش ہیں۔ خداوند کی خدمت میں آپ نے اپنی زندگی کے پچاس برس یا نصف صدی صرف کر دی۔ اور اب صدی کے دوسرے نصف میں قدم رکھا ہے۔ ہم آپ کو آپ کی اس مطول کامیابی اور درازئیِ عمر اور اس رسم سعید کی تقریب پر مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنا فضل پر فضل آپ پر جاری رکھے اور اپنے جلال اور خدمت کے لئے روح مقدس کی طاقت عطا فرمادے۔

ہمارے چیلنج کا جواب

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنے ۲۹ جون کے پرچہ میں تثلیث فی التوحید کے ثبوت میں فلسفیانہ مسلسل مضمون کو درج کرتے ہوئے اپنے معزز معاصرین پیغام صلح اور آریہ گزٹ کو چیلنج دیا تھا کہ ان دلائل کو فلسفیانہ دلائل سے توڑیں اور اپنی توحید مطلق کا بھی ویسا ہی ثبوت دیں۔ معزز معاصر آریہ گزٹ تو دم بخود ہے مگر شکر ہے کہ ہمارے اول الذکر معزز اور لائق ایڈیٹر صاحب نے ان دلائل کی تردید میں اپنے ایک لائق اور معزز نامہ نگار صاحب کے قلم سے ایک مضمون شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔ امید ہے کہ جانبین سے یہ سلسلہ بحسن اخلاق جاری رہیگا تاوقتیکہ حقیقت ناظرین کے سامنے کھل جائے۔ نفس مضمون کی بابت تو ہم کچھ اپنی رائے قائم کرنا نہیں چاہتے جو کچھ وہ ہے سو ہے۔ ہمارے نکتہ رس ناظرین خود ہی فیصلہ کریں گے۔ مگر معزز معاصر سے اسبات کا گلہ ضرور ہے کہ جہاں انہوں نے اپنے نامہ نگار کو قابل دوست مولوی عبد الحق صاحب کے الفاظ سے ملفوظ کیا ہے وہاں ہمارے معزز اور لائق فائق نامہ نگار صاحب کو صرف عبد الحق نامی سے ہی یاد فرمایا ہے۔ ہم اپنے معزز ایڈیٹر صاحب کو اپنے خداوند اور نجات دہندہ کا یہ سنہرا قانون یاد دلانے پر ہی اکتفا کرتے ہیں کہ "جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو۔ کیونکہ جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائے گا۔"

خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیے۔

اخبار عام اور آریہ گزٹ

کچھ عرصہ ہوا کہ ریاست اندر و بڑودہ میں ریاست کی طرف سے ہندو شادی کے متعلق جو دو نئے قوانین بنائے گئے تھے۔ اُن پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے اخبار عام نے مہاراجہ بڑودہ کو بہت سخت سست کہا تھا اور اسی وقت سے تمام ہندوستان میں مہاراجہ بڑودہ کے خلاف سناتن دھرمی حلقہ میں بڑا جوش پھیلا ہوا ہے۔ اور جابجا اظہار ناراضگی کے جلسے اور ریزولیوشن پاس ہو رہے ہیں۔ خیر یہ تو اُن کے دھرم کے معاملے ہیں ہمیں اُس سے واسطہ نہیں۔ اس میں وہ اپنے دھرم شاستروں کے مطابق راستی پر ہیں۔ اگرچہ ترقی کے زمانہ کی موجودہ رفتار کے خلاف ہے۔ مگر جس بات سے ہم کو نہایت رنج ہوا وہ یہ ہے کہ معاصرین مذکورہ کے درمیان بڑی کشمکش اور خوامخواہ کی لے دے ہو رہی ہے۔ جانبین سے ذاتی حملے ہو رہے ہیں۔ معزز معاصر آریہ گزٹ نے خوامخواہ دخل دے کر ذاتی حملوں کا آغاز کر دیا۔ اگر اخبار عام کی مخالفت اور مہاراجہ بڑودہ کی معاونت کرنا ہی تھا تو بڑی متانت اور اطمینان قلبی اور عقلی نقلی دلایل سے استدلال کر کے اپنی رائے کو قائم کرتے۔ ایسے ذاتی حملے ہی دلی کدورتوں کا باعث اور ملک میں باہمی نفاق کا نقصان دہ موجب ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی اخبار عام کو بھی مہاراجہ بڑودہ کے ساتھ کرنا مناسب تھا۔

یورپی جنگ کے متعلق پیشخبری

ناظرین کو یاد ہوگا کہ عین ابتدا سے جنگ میں ایک جاپانی منجم کی پیشنگوئی شائع ہوئی تھی جو اس نے اُس وقت کی تھی جبکہ جنگ کا نشان بھی پایا نہیں جاتا تھا۔ جو بعد میں اس جنگ کے واقع ہونے سے بالکل تصدیق پا چکی ہے۔ مگر اب جنگ کے خاتمہ کے بارے میں بھی جاپان کے ایک معزز اور عالم علم نجوم مسٹر ٹیکو شیو کو ٹامراٹو نے یہ پیشنگوئی کی ہے کہ یہ جنگ اگست اور نومبر ۱۹۱۶ء کے درمیان ختم ہو جائے گی۔ جرمنی کا زوال اگست میں شروع ہو جائے گا۔ اتحادی افواج مظفر و منصور ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ برلن دار الخلافہ جرمنی تک پہنچ جائینگی۔ اس منجم کا خیال ہے۔ کہ جرمنی کی شکست کے ساتھ ہی ٹرکی حکومت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ روس کو پولنڈ مل جائیگا۔ اور وہ ڈردانیال سے نکلنے کی کوشش کریگا۔ بلجیم جرمن سے تاوان جنگ کا مطالبہ کریگا۔ السس اور لورین فرانس کو واپس کر دیا جائیگا۔ کیو چو چین کو واپس دیا جائیگا۔ جرمنی جمہوری سلطنت بنجائیگی۔ قیصر معزولی سے پہلے یا تو ہلاک ہو جائیگا یا امریکہ بھاگ جانے کی سعی کریگا۔ اور کسی برطانوی بیڑہ کے ہاتھوں بحر اٹلانٹک میں غرق کر دیا جائیگا۔

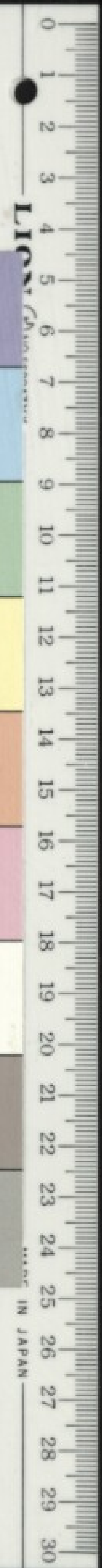
جرمن آریہ ہیں یا قدیم گرگ پرست قوم

اب تک علماء کے درمیان یہ مسئلہ خیال جاری رہا ہے کہ جرمن باشندے آریہ نسل سے ہیں۔ مگر اب ایک عالم کی تحقیق کے مطابق یہ امر بہ تیقن قایم ہو چکا ہے کہ وہ آریہ نسل سے نہیں بلکہ قدیم زمانہ کی گرگ پرست قوم کی نسل ہیں۔ چنانچہ اس محقق کا بیان ہے کہ خود لفظ جرمن اس امر کی دلیل ہے جس کے معنی گرگ انسان یا بھیڑیا آدمی ہے۔ اس خیال کا [illegible] حامی یہ بھی کہتا ہے کہ جرمن در اصل ایشیا سے آکر جرمنی میں آباد ہو گئے ہیں۔ لیکن ہماری رائے میں ایسا امر محالات سے ہے یہ ہے کہ اگرچہ قدیم آریہ لوگ دیگر بعض جانوروں کی پرستش تو کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہمیں اُن کی قدیم کتابوں سے پتہ لگتا ہے۔ مگر بھیڑیے کی پرستش کا کہیں ذکر نہیں پڑھتے۔ ہاں البتہ اگر بقول محقق مذکورہ بالا رائے کے مطابق لفظ جرمن کے یہی معنی ہے۔ تو ضرور اس لفظ سے ان کی خونخوار طبیعت کا ضرور پتہ لگتا ہے۔ اور جس کی تصدیق عملی طور پر موجودہ یورپی جنگ میں ہو رہی ہے۔

مسٹر جیمس پال راجپوتانہ میں

مسٹر برکت مسیح اجمیر (راجپوتانہ) سے ہمارے ۲۰ جولائی کے پرچے "مسٹر جیمس پال نے آریہ سماج چھوڑ دیا ہے" کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ مسٹر جیمس پال آج تاریخ ۲۰ جولائی ہمارے دفتر میں آئے اور علانیہ اقرار کیا کہ میں مسیحی ہوں۔ اُس نے ڈاکٹر ایچ۔ ڈی۔ گریسولڈ صاحب پرنسپل فورمن کرسچن کالج لاہور کے سرٹیفکیٹ بھی دکھائے۔ جو اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ اب مسٹر جیمس پال یا پنڈت ستیہ پال کرسچن ہے۔ بھائی نے بیان کیا کہ راجپوتانہ میں جن جن مقامات میں پہلے وہ کام کر چکے ہیں (یعنی آریہ ہو کر) اُن اُن سٹیشنوں میں جا کر خداوند یسوع مسیح کی منادی کریگا۔ ہم لوگ اسبات کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ دعا کرتے اور امید رکھتے ہیں کہ راجپوتانہ میں جن جن مقام پر وہ جاوے گا سب ہی اس کو ضرور قبول کریں گے۔ اور خداوند مسیح کا جلال اس سے ظاہر ہوگا +





امریکن آبدوز جہاز

امریکہ کے آبدوز کشتی سازوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ ایک آبدوز جہاز بہت جلد تیار کریگا۔ جو جرمن آبدوز جہاز ڈیوشلینڈ سے قد و قامت میں بیس گنا زیادہ ہوگا۔ اور وہ یورپ کی ناکہ بندی کا خاتمہ کرکے اتحادیوں کو خوراک پہنچایا کریگا۔ شہر اگسٹا میں ایک کروڑ ڈالر کے سرمایہ سے ایک کمپنی بنی ہے۔ جو ان بڑی بڑی آبدوز کشتیوں کے بنانے کی ذمہ دار ہوگی۔ یہ کمپنی اس آبدوز کشتی کے موجد اور اُس کے رفیقوں نے قائم کی ہے۔ اور اس کا نام مرچنٹ سب میرین کمپنی ہے۔ یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اس قسم کی پہلی کشتی پانچ مہینوں میں تیار ہو جائیگی۔ اور باقی کشتیاں اس کے بعد اسی قدر جلد تیار ہو جائیں گی۔ کہ جتنی جلد سرکار اُن کی تیاری کا حکم دے گی۔ اس قسم کی کشتیاں بنانے کے لئے ہر کارخانہ میں انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اس کی بناوٹ کے لئے کسی نئی مشین اور تجویز کی کچھ ضرورت نہیں۔

جنگ کی نوعیت کی ایک مثال

گھر بیٹھے جنگ کی نوعیت کا نقشہ کھینچنا درحقیقت ایک مشکل امر ہے لیکن جو بیانات انگریزی اخبارات میں شایع ہوتے ہیں۔ اُن سب سے آدمی جنگ کی نوعیت کا قدرے تصور ذہن میں لا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم مغربی رزمگاہ کے ایک محاذ کا بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ مذکور ہے کہ جرمنوں نے ایک بڑی بھاری تیاری کے بعد مقام مونٹ بلونڈ پر فرانسیسی مورچوں پر [illegible] اُڑ جانے والی مواد کی سخت بارش کی اور مقابل میں فرانسیسی فوجوں کی طرف سے ہیبتناک آتشی طوفان سے جرمن مورچوں کا تہس نہس کیا جاتا تھا۔ غرضیکہ حملہ سے ایک گھنٹہ پیشتر دونوں جانب سے برباد کن آتشباری کا طوفان بے تمیزی اس قدر جاری رہا گویا کہ اس محاذ پر آتش جہنم پھوٹ پڑی تھی۔ ہوا میں دھوئیں اور خاک دھول کے ٹھوس بادلوں کے تودے کے تودے اوڑ رہے تھے۔ اور دھوئیں کے بادل اُن فرانسیسی گولوں سے نکل نکل کر جرمن خندقوں کے اردگرد پر وہاں انبار کے انبار لگ رہے تھے جہاں فرانسیسی گولے جا جا کر زور سے پھٹ رہے تھے۔ اس خوفناک آتشباری کے اندر جانوں کے بچنے کا خیال ناممکن تھا۔ دوسری طرف فرانسیسی سپاہ اپنے ٹوٹے پھوٹے پناہ گاہ میں کھڑے ٹھنڈے دل سے دھاوے کے حکم کی انتظاری کر رہی تھی۔ عین موقعہ پر اُنہوں نے حکم پاتے ہی ہلہ بول دیا۔ گولوں کے پھٹنے کی اس تیرہ و تار کی آندھی میں فرانسیسی حملہ کی لہریں بالکل نظر نہ آتی تھیں۔ مگر آدھ گھنٹے کے اندر ہی یہ خبر شعلہ کی طرح پھیل گئی کہ فرانسیسی پیادہ نے مونٹ بلونڈ اور مونٹ ہاوٹ کے درمیانی نشیب پر قبضہ کر لیا اور ساتھ ہی مونٹ ہاوٹ کے ایک حصہ پر بھی قابض ہو گئے۔ اُن کی یہ مقصد براری ۳ سے ۴ منٹوں کے اندر ہی اندر ہو گئی۔ اس حالت میں جرمنوں نے سراسیمہ ہو کر ہوائی بان اور سرخ رنگوں کے نشانات آسمان میں چھوڑنے شروع کر دیئے۔ اور اُنکو معلوم ہو گیا کہ فرانسیسی بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ جرمن بوشے نے اپنے آتشی بارش کے ذریعہ کمک طلب کی۔ اس اثنا میں مونٹ بلونڈ کے مدافعان پر کئی [illegible] پر جہاں سے فرانسیسی روانہ ہوئے تھے سفید ابخروں کا عمیق اور دبیز ستون بن رہا تھا۔ جس میں گولے پھوٹتے ہوئے بھی نظر نہ آتے تھے۔ مگر آتشی سرنگ والے دھوئیں کے سفید سانپ تمام میدان جنگ میں بے ترتیب وار ادھر اُدھر سرعت کے ساتھ دوڑتے نظر آ رہے تھے۔ اور اُن کے پیچھے سفید بخارات کے موٹے موٹے بادل جو اُن گولوں میں سے نکلتے تھے میدان پر گویا موتی چھپت بنا رہے تھے۔ اس دھوئیں دھار تیرگی کے اندر جرمنوں کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور آگے ہوائی جہاز اُن کی حفاظت کے لئے بہت ہی نیچے اُتر آئے۔ اور ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک آسمان میں معلق رہے۔ مگر جب فرانسیسی طیارے اُن پر ٹوٹ پڑے تو وہ بڑی عجلت کے ساتھ اپنی فوج کے عقب میں اُتر پڑے یوں اُن کی آخری کوشش بھی اس بات کے دریافت کرنے میں رائیگاں ہو گئی کہ فرانسیسی اس دھوئیں کے سمندر میں کیا کر رہے ہیں اور اُن سے کچھ بھی بن نہ پڑا۔ مگر فرانسیسی اپنے مدعا پر فائز ہو گئے۔

زندگی

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

مدت سے ایک ایسے آزاد پرچہ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو حقیقی معنوں میں ہندوستانی مسیحی جماعت کا ترجمان کہا جا سکے۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھ کر ایک ماہوار اردو رسالہ کی اشاعت کا انتظام کیا گیا ہے اس رسالہ کا نام زندگی ہے [illegible]

کیلاش کے مہرشی سے ملاقات وگفتگو

کیلاش کے گرد پھرتے ہوئے اتفاقاً ایک لاما بام نگچے سے ملاقات ہوگئی۔ یہ بھی کیلاش یاترا اور مکہ گرپن سے ملنے آیا تھا۔ میں نے اس مہرشی کی بابت اس سے ذکر کیا۔ پہلے تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہاں یہاں تو ایک چھوڑ کئی ایک لاما رشی موجود ہیں لیکن مجھے اُن کی گپھا کا پتہ نہیں ملتا۔ میں نے کہا کہ ایک رشی کی گپھا کا مجھے پتہ ہے۔ اگر آپ چلیں بہت اچھا ہوگا۔ آخر بار بار کہنے سے لاما نگچے تیار ہوگیا۔ ہم گرسی کنڈ کی طرف سے کیلاش کے شرقی کی طرف سے ہوتے ہوئے ایک ندی عبور کرکے دیرچہ ہو گئے۔ کھانے کے لئے لاما نے کچھ گوشت اور تھوڑے ستو لے لئے۔ برف میں چلتے ہوئے عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا۔ مگر مارے سردی کے ٹھٹھر گئے۔ یہاں تک کہ بات کرنا بھی مشکل ہوگیا۔ آخر چلتے چلتے دوسرے روز شام کے وقت منزل مقصود پر پہنچ ہی گئے۔ مہرشی جی کو دھرپڑے کے ورق یونانی زبان کا قدیم نسخہ پڑھتے پایا۔ نگچے پر دیکھتے ہی کچھ دہشت سی چھاگئی۔ مگر اس مقدس شخص نے آنکھیں اُٹھا کر بڑی محبت بھری نگاہ سے دیکھا۔ اور بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ ہم دونوں ادب سے سلام کرکے بیٹھ گئے۔ اب گفتگو شروع ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ لفظ بلفظ وہی باتیں لکھوں جو مہرشی جی نے ہمارے سوالات کے جواب میں فرمائیں۔ یوحنا کی انجیل کا ۱۷ باب پڑھ کر انہوں نے یوں دعا مانگی۔ اے ہماری جان کی جان سب نعمتوں کے لئے تیری عجیب بے حد محبت اور ابدی زندگی کے لئے تیرا شکر اور تعریف ہو۔ مجھ کو اور اپنے کل برگزیدہ فرزندوں کو اپنی جلالی آمد کے لئے پوری پوری تیاری بخش دے۔ سارے مقدسوں اور فرشتوں کے ساتھ جو اس وقت یہاں موجود ہیں تیری تعریف کرتے ہیں۔ کہ تو ایسا ہی کر رہا ہے۔ اس ملاقات کو بھی اپنے جلال وخدمت کا ذریعہ بنالے۔ پیارے خداوند یسوع کے نام سے۔ آمین۔

مہرشی:- کہو بیٹا۔ اب کیسے آنا ہوا۔ لکھنؤ کے جڈسن۔ کالفرڈ۔ قدرت مسیح اور بھیلسا کے متین لعل تو واپس پھر گئے۔ کوئی حرج نہیں۔ میں تو دور ہوں جسم کے لحاظ سے۔ لیکن پیارا خداوند تو ہمیشہ اُن کے اور سب کے پاس ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اس سے دعا مانگ کر فضل حاصل کریں۔ اور میں بھی اُن کی دعاؤں کے ساتھ اپنی دعا کو ملا دوں گا۔ کہ اُن کی خدمت خداوند کے لئے پھلدار ہو۔ میری طرف سے اُن کو کہہ دینا کہ زیادہ تنخواہ کا خیال چھوڑ کر خداوند کی خدمت میں مصروف ہوجائیں۔ تو سب کچھ مل جائیگا۔ رومیوں ۸: ۲۸

فقیر:- آپ کو تو میرے آنے کا مقصد معلوم ہی ہے۔ اور یہ بھی بغیر بتائے معلوم ہے۔ کہ کون کون اگر راستہ سے بوجہ چند مشکلات واپس ہوگئے اب میں آپ کا پیغام اُن کے پاس پہنچا دونگا۔ اب یہ لاما جی آپ کے درشن کے لئے حاضر ہیں۔

لاما:- جو۔ رسلام (آپ لاما زنگ تو نہیں ہیں جو کہیں غائب ہوگئے ہیں؟) آپ کے گپھا میں تو آجکل بہت فساد ہو رہا ہے۔ کیا آپ خود جاکر لوگوں کو نہ سمجھائینگے؟

مہرشی:- لاما زنگ تو تھوڑا عرصہ ہوا کہ گوشہ نشینی میں رہ کر مرگیا۔ وہ گپھا جس کا آپ ذکر کرتے ہیں میرا نہیں ہے۔ میں خداوند یسوع کا ایک ادنےٰ سا خادم ہوں۔ اور یہ گپھا اُس کی طرف سے مجھے عطا ہوئی جس میں دعائیہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اور جھگڑے فساد کا بند کرنا میرا کام نہیں ہے۔ یہ دنیا تو ہے ہی فساد کی جگہ۔ جب تک فساد وبربادی کی جڑ شیطان پکڑ کر قید نہ کیا جاوے گا دنیا کے فساد ختم نہ ہونگے اور اب وقت قریب ہے کہ ابلیس ہمیشہ کے لئے اتھاہ گڑھے میں ڈال دیا جاوے گا۔ اور لوگوں کے سمجھانے کی بابت عرض یہ ہے کہ میں نہ صرف اس گپھا کے لوگوں کو جاکر سمجھاتا۔ بلکہ خوشی سے دنیا میں جاکر انجیل کی خبر سناتا۔ مگر اب نہ تو میرا جسم اس قابل ہے۔ اور نہ ہی خدا کی طرف سے اجازت ہے۔ کہ میں اس خاص دعائیہ خدمت کو چھوڑ کر کہیں جاؤں

لاما:- یہ مسیح وہی ہے جس کی منادی ایک پنجابی (کرتار سنگھ) نے کی تھی۔ اور اسی کے سبب سے وہ تشنگم میں گرپن اور لاما کے حکم سے مارا گیا۔ اور سندر سنگھ اور آپ کا مسیح بھی وہی ہے۔ یا وہ کوئی دوسرا ہے؟

مہرشی:- یہ مسیح وہی ہے جو آجکل اور ابد تک یکساں ہے۔ اور صرف کرتار سنگھ اور سندر سنگھ کا اور میرا ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا اور ساری دنیا کا نجات دینے والا ہے۔ اعمال ۴: ۱۲۔ ۱۰ اور وہ کرتار سنگھ جس کو تمہارے لوگوں نے مروا ڈالا اب بڑی جلالی حالت میں ہے اور اکثر مقدسوں کیساتھ میرے پاس آتا ہے۔ اور ہمیشہ یہ دعا کرتا ہے کہ اُے مالک تو کب تک میرے خون کا بدلہ نہ لیگا۔ یعنی کب تک میرا خون پھلدار نہ ہوگا؟ مکاشفہ ۶: ۹-۱۱ بہتر یہ ہے کہ تم دعا کیساتھ اس انجیل کا مطالعہ کرو جو سندر سنگھ نے تم کو دی ہے۔ اور جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں پھر میرے پاس آکر دریافت کر لینا اور جلد اُس مسیح خداوند پر ایمان لاکر نجات کے راستہ پہنچا دو۔ (باقی آئندہ)



تنقید التوحید

۱۸ ماہ حال کے پرچہ پیغام صلح میں ایک مضمون معنون بہ "التوحید" شائع ہوا ہے۔ جس میں ایک دوریا منقی "مولوی عبدالحق صاحب" نے ہمارے سالگذشتہ کے مضمون "تثلیث فی التوحید" کا جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ مگر ابھی تک اس مضمون کی صرف پہلی دو دلیلوں کے خلاف ہی طبع آزمائی کیگئی ہے اور وہ بھی ایسی بے سروپا کہ پہلے جواب میں تو ہماری دو متغائر دلیلوں کے چند اجزا کی ترکیب سے تثلیث فی التوحید کو مرکب ثابت کیا گیا۔ اور باقی بحوالۂ سکوت۔ اور دوسرے میں ایک ہی دلیل کے دو مختلف مقامات کو ان کی درمیانی عبارت دور کر کے ملا دیا گیا۔ مگر باینہمہ اڈیٹر صاحب پیغام صلح اور آپکے قابل دوست کی تعلی کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ قابل مجیب کا ہمارے "فلسفہ پر بھی قربان ہونے کو جی چاہتا ہے"۔ وہ ہماری بعینہ دلایل سے ہمارے "بھولے بھالے" ہونے کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اور معزز اڈیٹر کو چونکہ ہماری طرف سے "پھر ان منطقیانہ الجھنوں کے حل کی دعوت دی گئی" اس لئے آپ "ثالث کے طور کچھ دھندلا عقلی معیار پیدا کرنے کے لئے ایک مسیحی نامہ نگار عبدالحق نامی؎ کی دوبارہ بے سود کوشش" کے لئے شاکی ہیں۔ کیونکہ ان کی طرف سے ان سب الجھنوں کو آج سے نو ماہ قبل پہلے چیلنج پر ہی "ان کے قابل دوست مولوی عبدالحق صاحب نے معقولیت سے بکھیر کر رکھدیا ہوا ہے"۔ لیکن معزز اڈیٹر کی یہ شکایت بیجا ہے۔ کیونکہ اگر ان کے کسی پرچے میں "ان سب الجھنوں کو معقولیت سے بکھیر" ابھی گیا ہو تو وہ بکھری ہوئی الجھنیں پیغام صلح کی چار دیواری میں ہی نہیں۔ چونکہ لوہاں بذریعہ فاصلے پر ہے۔ اس لئے بوجہ بعد مسافت ہمیں ہمارے مضمون والے پرچوں کے تبادلہ میں بھی ان کے کسی بکھرے ہوئے حصہ کا دیدار نصیب نہ ہو سکا۔ نہیں تو "عبدالحق نامی" اسی وقت ان کے اکٹھا کرنے کی کوشش کرتا۔ اور نو ماہ کے لمبے عرصہ کے بعد آپ کو "ان" کے ساتھ اب کچھ اور اضافہ کر کے نورافشاں کے اس تازہ چیلنج کے جواب میں دوبارہ اشاعت کے لئے مولوی عبدالحق صاحب کا "بصد شکریہ" شکرگزار نہ ہونا پڑتا۔

قابل مجیب اپنے خیالات میں ہزاروں سال پیچھے جاکر ابوالبشر آدم کے "بہشت سے ہبوط ہونے تک پہنچتے ہیں۔ (شاید اس لئے کہ وہ منطق کی صحیح تاریخ بیان کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ جیکا اسی "منطق" سے کام لینے پر آدم کا بہشت سے ہبوط ہوا؟" تو علما کا یہ خیال کہ ارسطاطالیس نے پہلے منطق سے کام لیا۔ کیسے درست ہو سکتا ہے؟) اور پھر یکایک وہاں سے اپنے "مسیحی دوست کی رہبری" طرف راجع ہوتے اور فرماتے ہیں کہ "یہ امر کہ مسئلہ کثرت فی الوحدت کس قدر قریب عقل اور قابل پذیرائی ہے" ہم نے خود ہی آگے چلکر صاف کر دیا ہے۔ بقول مجیب وہ "صفائی ہمارے ان الفاظ میں ہے۔ کہ "ذات قدوس الوہیم تعالیٰ شانہٗ میں باپ بیٹا۔ روح القدس تین اقنوم ہیں۔ ان اقانیم کا امتیاز بطون ذات میں ہے"۔ کہ "اس کی عقل انسانی سے پرے ہے"۔ لیکن افسوس کہ معزز مجیب نے "ہے" اور "کہ" کی درمیانی عبارت کو صاف چھوڑ کر اس "صاف" کے ٹکڑے میں کوشش فرمائی ہے۔ عبارت متروکہ یہ ہے "کسی خارجی مابہ الامتیاز کو اس ذات اعلیٰ و اتم منزہ از کیف وکم میں گذر نہیں۔ اور نہ کسی بیرونی تفریق کو دخل ہے"۔ اگر آپ ساری عبارت ملاکر ذرا غور سے پڑھیں تو ظاہر ہو جائیگا کہ ضمیر "اس" کا مرجع "ذات اعلےٰ و اتم" ہے۔ نہ کہ کثرت فی الوحدت "جس کو ہم نے مطلق وحدت" سے زیادہ قریب عقل اور قابل پذیرائی کہا ہے۔ اور آپ اگر "۱+۱+۱ برابر ہے ایک کے" عجیب و غریب فلسفہ اعداد کو سمجھنے سے واقعی مجبور ہیں تو یہ مسئلہ تثلیث فی التوحید کی طرف سے نہیں۔ بلکہ آپ کے عجیب و غریب فلسفہ اعداد کی جہت سے ہے۔ ہم نے ۱+۱+۱ برابر ہے ایک کے کہیں نہیں لکھا۔ پھر آپ کا یہ دعوے ہے کہ کتاب مقدس کے کسی صحیفے میں کثرت فی الوحدت کا نام و نشان تک نہیں"۔ سو بے شک کتاب مقدس میں "کثرت فی الوحدت" عربی الفاظ میں نہیں لیکن اس کا مفہوم موجود ہے۔ جیسے "الوہیم" اور باپ بیٹے روح القدس کے نام"۔ وغیرہ ہم ۲۹ ماہ گذشتہ کے پرچے میں لکھ چکے ہیں کہ الفاظ "اقنوم" "تثلیث" وغیرہا مصطلحات ہیں۔ جو کتب عقاید میں ملیں گی۔ کلام مقدس میں صرف ان کا مفہوم ہونا چاہیئے۔ مثلاً آپ اگر خدا تعالیٰ کو ثالوث فی الوحدہ کے مقابلہ میں جزئی حقیقی سے تعبیر کریں۔ یا ممکنات کے مقابلہ میں اسے واجب الوجود کہیں تو ضرور نہیں کہ "جزئی حقیقی" یا "واجب الوجود" بلفظہ آپ کی مسلمہ سماوی کتاب میں موجود ہو۔ کیونکہ الفاظ اپنے مدلول کا جزو نہیں ہوتے۔ کہ ان کا پایا جانا مدلول کے لئے ضرور ہو۔ ورنہ الفاظ اللہ۔ خدا۔ گاڈ۔ وغیرہا کی وضع سے پہلے ذات واجب الوجود کا وجود ہی نہ ہوگا۔ نیز جبکہ یہ الفاظ محدود ہیں اور مدلول لا محدود ہے۔ تو پھر کیسے یہ حصر صحیح ہے؟ پس ذات

؎ ہم کو صرف "عبدالحق نامی" سے یاد فرمانا معزز اڈیٹر کی سادگی پر دلالت کرتا ہے۔ مگر معلوم ہے سادگی انہیں ان کے قابل دوست مولوی عبدالحق صاحب کی یاد میں آہیں بھر لگتی۔ غالباً ان کو دو ناموں میں امتیاز کرنے کی وجہ سے تو ایسا کرنا پڑا ہوگا۔ کیونکہ اگر عبدالحق کُل کی ایک فصل "منگنے دیکھتا ہی" (راندہ) ہے تو دوسری فصل اس کے مقابل "جامد" ہو سکتی ہے۔ نہ کہ "مولوی صاحب"۔

الوہیم کو الفاظ کثرت فی الوحدت کی ضرورت نہیں۔ نہ ذاتی۔ نہ وصفی نہ وقتی نہ غیر معینہ۔ بلکہ ہمیں اُس کی ہی مفہوم کی تفہیم و تفہیم کے لئے اس عبارت کی ضرورت ہے۔ اگر کثرت فی الوحدت کی اصطلاح ہی آپ کے لئے ٹھوکر کا باعث ہے تو اُس کی بجائے آپ الوہیم یا باپ۔ بیٹا۔ روح القدس خدائے واحد کو مان لیں۔ ان کا نام و نشان تک کتاب مقدس کے کسی صحیفے میں موجود ہے جو ہمارے ایمان کی اصل ہے۔

جیسے آپ نے ابوالبشر سے تاریخ شروع کر کے فاناہم تک پہونچنے میں کمال کر دکھایا۔ ویسے ہی ہماری دلائل مندرجہ پرچہ ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء کو پیچھے چھوڑ کر یک بیک ۲۵ اگست کے پرچے تک پہنچ جانے میں بھی آپ کی سعی قابل قدر ہے۔ آپ کی دانست میں ہماری اس دلیل سے کہ واحد محض سے صدور کثیر کا محال ہے تثلیث کی تردید ہوتی ہے نہ تائید۔ اُس لئے کہ جب علل متعدد ہوں گی یعنی ہر معلول کی علت واحد ہوگی۔ تو چونکہ معلول کثیر ہیں۔ علل بھی کثیر ہوں گے۔ اور اُن میں مابہ الاشتراک و مابہ الامتیاز کی وجہ سے ترکیب لازم آئیگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس تقریر کو ہماری دلیل سے وہی مناسبت ہے جو ریسمان کو آسمان سے ہے۔ ہماری عبارت کا ملخص یہ ہے۔ کہ اگر علت واحد سے معلولات کثیرہ کا صدور ہوگا۔ تو وہ علت واحد محض نہ ہوگی۔ بلکہ اُس کی وحدت میں کسی طرح کا تکثر ضروری ہے۔ عام اس سے کہ وہ تکثر حیثیات و اضافات کے طور کا ہو یا شرائط و اعتبارات کے طور کا۔ آپ نے خدا کو عالم کی علت "مستقر" ٹھہرا دے کر علت تامہ کی تعیین ان معنی میں فرمائی ہے۔ کہ اُس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آجائے" حالانکہ ان معنی کا مصداق مؤثر موجب ہے۔ نہ فاعل مختار۔ ورنہ چونکہ علت تامہ یعنی خدا ازلی ہے۔ معلول یعنی عالم بھی ازلی ہوگا) اور بقول آپ کے "چونکہ عالم نشئے واحد اور نشئے واحد کی علتیں متعدد نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا خدا متعدد نہیں ہو سکتے"۔ ہاں آپ کی اس تقریر کو نظر و بی دانی معقولیت پر صاد ہے۔ آپ جس قسم کی وحدت اس معلول یعنی عالم میں مانتے ہیں اگر اسی قسم کی وحدت اُس کی علت یعنی خدا میں مان لیں تو آپ کی مفروضہ وحدت محضہ یا احدیت خود بخود باطل ٹھہریگی۔ اور کثرت فی الوحدت ثابت ہوگی۔ کیونکہ بقول آپ کے "اگر عالم ایک نشئے واحد ہے۔ اور یہ تمام اشیاء اُس کی ذاتیات اور اجزاء" آہ۔ کیسے بھولے بھالے ہیں ہمارے قابل دوست کہ آتا بھی کسی نے اُن کو نہیں سمجھایا" کہ جس نشئے کے اجزاء ہوں وہ بسیط نہیں بلکہ مرکب ہوتی ہے۔ اور مرکب واحد محض نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس میں کثرت حقیقی ہوتی ہے۔ اور وحدت اعتباری اگر تو عالم یا نشئے واحد میں اجزاء یا اشیاء کثیرہ موجود ہیں جس سے اشتباہ فی الشئی ثابت ہے۔ اور اشتباہ فی الشئی عبارت "کثرت فی الوحدت" سے ہے نہ کہ وحدت محضہ سے۔ ولو فرضنا معلولات کے تعدد کے لئے علت کی کثرت مطلق ہی ضروری ہو۔ تو بھی آپ کی موہومہ "مابہ الاشتراک" و "مابہ الامتیاز" ترکیب ثابت کرنے میں قاصر ہیں۔ ابطال اس زعم کا سلسلہ جوابات میں ہو چکا۔

ہمارے اس اعتراض کے جواب میں کہ خدا تعالیٰ کو کثرت کا علم حضوری تھا۔ یا حصولی"۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو کثرت کا علم "حضوری یا نوری یا اشراقی" تھا۔ اور "بعد امر واقع" ہونے "وقت بھی اس کو ایک علم ہوتا ہے"۔ جیسے کہ انجنیر کو بھی ناقص طور پر قبل از تعمیر ناقص طور پر عمارت کا علم ہوتا ہے"۔ لیکن آپ نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ اول تو ذات واجب تعالیٰ کا علم ہر نقصان سے منزہ ہے۔ لیکن اگر اس کا ناقص علم فرض بھی کر لیا جاوے۔ تو بھی وہ ناقص علم حصولی ہوگا نہ کہ "حضوری یا نوری یا اشراقی"۔ کیونکہ انجنیر کو قبل از تعمیر عمارت کا علم ہونا اصطلاح میں حضوری یا نوری یا اشراقی" نہیں کہلا سکتا۔ اور گو اس خاص عمارت کا لون۔ قد۔ وضع وغیرہ اس وقت اس کے سامنے حاضر نہیں ہوتے۔ لیکن ان اعراض کی شکلیں اس کے تخیل میں پہلے منطبع ہوتی ہیں۔ اس کا کام اس میں صرف اُن کے جوڑ توڑ سے خاص ترتیب کا ہے۔ مثلاً اگر کوئی سونے کی خوبصورت آٹھ گوشہ عمارت کا نقشہ اپنے ذہن میں کھینچے تو گو یہ ساری چیزیں اکٹھی خارج میں اُس نے نہ دیکھی ہونگی۔ لیکن سونا۔ خوبصورت۔ آٹھ گوشہ۔ عمارت علیٰحدہ علیٰحدہ اُس نے پہلے ضرور دیکھی ہوں گی۔ اور اُس کا یہ نیا نقشہ انہی تصورات سے مرکب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی موجد تجربہ کی بنا پر ہی ایجادیں کر سکتا ہے۔ نہ کہ وہم محض سے۔ بالغیر علم حصولی کسی علم "حضوری یا نوری اشراقی" سے۔ کیونکہ علم عدم محال ہے۔ حق یہ ہے کہ اگر خالق کا علم کثرت مخلوق کے کثیر ہونے پر موقوف ہے اور آپ اس کے علم اور اُس کی "تمام صفات کو قدیم مانتے ہیں"۔ تو قدیم کے حادث پر موقوف ہونے کا استحالہ لازم آئیگا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا وجوب بالممکن ہوگا بالواجب نہیں۔ اور یہ محال ہے۔ نیز جیسا کہ ہم ۱۸ اگست ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں لکھ چکے ہیں "ہمہ تکمال ذات واجب تعالیٰ کا بغیر خود لازم آتا ہے۔ کیونکہ علم جملہ کمالات سے ہے"۔ ہماری دوسری دلیل میں "نسیم دماغ" کے فلسفہ اور اعداد کی ایک دلچسپ تجدید کے تو آپ قائل ہیں۔ لیکن یا تو آپ تصدیق نہیں۔ اور یا اپنے "بھولے بھالے" دوست کو





دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے ہمیں (غالباً ہمارے تمجید کے صلہ میں) اگرچند سکے دیئے ہوں تو آپ اُس کے عوض میں صرف ایک روپیہ دے کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ روپیہ واحد نہیں۔ بلکہ یہ کثیر روپے ہیں"

ہم نے کہا تھا کہ وحدت بمقابلہ کثرت کے ہے نہ کہ کوئی خاص وجود خارجی۔ آپ نہ تو اس کے خلاف وحدت کا کوئی وجود فی الخارج ہی ثابت کر سکے۔ جو بلا کثرت کے اعیان میں متحقق ہو۔ اور نہ ہی آپ اس کا کوئی ایسا مفہوم پیش کر سکے جس سے واضح ہو جاتا کہ کثرت کے تصور کے بغیر وحدت کا تصور ممکن ہو۔ یہ دونوں لازم و ملزوم نہیں۔ آپ ان سب الجھنوں کو بکھیرنے کی کوشش غلط کر کے ایک نئی الجھن میں جا پھنسے۔ اور یہ الجھنیں بدقسمتی سے جوں کی توں بکھرے ہی رہ گئیں۔ آپ فرماتے ہیں "کہ ایک عدد معین ہے۔ اور کثرت کوئی عدد معین نہیں (قابل مجیب کی دانست میں کثرت بھی کوئی عدد ہی ہے۔ گو غیر معین سہی!) واحد خاص ہے اور کثیر عام" (ہمارا مجیب کے اُس فلسفہ پر جی قربان ہونے کو چاہتا ہے۔ کاش اس قسم کے علم حساب کے نصاب کا نفاذ دنیا میں ہوتا اور پھر دنیا دیکھ لیتی کہ الٹی گنگا کس طرح بہا کرتی ہے۔ آہ کیسے بھولے بھالے ہیں ہمارے قابل دوست کہ اتنا بھی کسی نے ان کو نہیں سمجھایا "کہ واحد خاص نہیں ہے بلکہ جتنا عدد چھوٹا ہوگا۔ اتنا ہی اپنے سے بڑے عدد کی بہ نسبت عام تر ہوگا۔ اور بڑا اس سے خاص تر ایک کے عدد کی بہ نسبت سنکھ کا عدد خاص مطلق ہے۔ اور ایک عدد اس کی بہ نسبت عام مطلق۔ کیونکہ کائنات میں عدد ایک کے افراد ان گنت پائے جائیں گے۔ حالانکہ اس کے مقابل عدد سنکھ کی تعداد شاذ ہی ہوگی۔ چونکہ سنکھ میں بھی اکائیاں موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ کی فلاسفی کے بموجب یہ احاد جو خص ہیں اعم یعنی سنکھ کے اجزا ہوں گے۔ اور اس تنے عام ترین کئی خاص پائے جاویں گے۔ لیکن باینہمہ وہ پھر بھی عام ہی رہیگا؟ پھر واحد عدد کا نقص ہے نہ کہ کمال ناقص کو کامل کے مقابلہ میں خاص کہنا یہی احمدی دماغ کا فلسفہ اور اعداد کی ایک دلچسپ تجیہ ہے!!) اچھا صاحب اگر "واحد خاص" ہی ہے تو مہربانی فرما کر بتائیے کہ "خاص" کا مفہوم "عام" کے بغیر کیا ہے؟ اگر عام ہی نہیں تو خاص کا وجود کہاں؟ اور کیسے؟ اگر سچ پوچھو تو نہ صرف عام کا تصور ہی خاص کے ساتھ بطور لازم ہے۔ بلکہ عمومیت خاص کا جزو ہوتی ہے۔ مثلاً زید خاص تر ہو اور انسان اُس کی بہ نسبت عام تر۔ ہر زید میں انسانیت ضرور ہوگی۔ لیکن ضرور نہیں کہ ہر انسان زید ہو۔ پس اگر "واحد خاص" ہے تو جب کثیر عام ہی نہیں پھر واحد خاص کی خصوصیت کیسے اور کس سے؟ اور ہمیں "اگر ایک روپیہ دے کر یہ کہدیا جائے کہ یہ روپیہ واحد نہیں بلکہ یہ کثیر روپے ہیں" تو ہم اپنے قابل دوست کے اُس جل میں اس حال میں آ جانے دیتے کہ ہمیں اگر واحد کا علم بغیر کثیر کے ہوتا۔ تب تو بے شک ہم سے اس غلط کا صدور ممکن ہوتا۔ کہ شاید یہ کثیر ہی ہو۔ واحد نہ ہو۔ لیکن جس حال کہ ہمیں واحد کا علم کثیر کے ساتھ ہے۔ تو ہم اپنے ذہن میں دونوں کا مقابلہ کر کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ کثیر نہیں۔ بلکہ واحد ہے۔ اور یہ آپ کی خوش فہمی ہے۔ کہ آپ نے تثلیث فی التوحید کا مطلب "۱+۱+۱=۱" سمجھا۔ ورنہ جیسا ہم سلسلہ اعتراضات اور ان کے جوابات میں بیان کر چکے۔ ہم باعتبار ذات کے خدا تعالیٰ کو واحد کہتے ہیں۔ اگر ہم اس ایک ذات کو تین ذوات کہیں۔ تو اس عجیب و غریب فلسفہ اعداد کو سمجھنے سے واقعی دنیا مجبور ہوگی۔ مگر ہم ہمیشہ ایک ہی ذات کہتے ہیں۔ اور با اعتبار اقانیم کے تین مانتے ہیں۔ لیکن ان اقانیم کو ایک اقنوم نہیں بلکہ ہمیشہ تین کہتے ہیں۔ تاکہ اس کو سمجھنے سے واقعی دنیا مجبور نہ ہو۔ اور نوجوان مسیحی نے کثرت کو محض اعتباری کبھی قرار نہیں دیا۔ کسی کی غلط فہمی کا "نوجوان مسیحی" ذمہ دار نہیں۔"

ماسوائے اس کے مسئلہ تجسم و کفارہ و الوہیت مسیح کی نسبت جو آپ نے بطور ضمیمہ کے چند الفاظ گہر ریزی فرمائی ہے۔ وہ ہماری دلائل کے جواب اور مسئلہ تثلیث فی التوحید سے غیر متعلق ہے۔ اس کا جواب آپ کو سلسلہ جوابات میں مسئلہ الوہیت مسیح و کفارہ کے ذیل میں دیا جاویگا۔ آپکا ہی خواہ عبدالحق)

حقیقی شہزادی

ایک لڑکی تھی جس کا نام سیرہ تھا۔ یہ ایک بڑے گھر میں نوکر تھی۔ اس کو گھر کا سارا کام کرنا پڑتا تھا یہ بہت کڑکڑا یا کرتی تھی۔ یہ اپنا کام بے دلی سے کیا کرتی تھی۔ اس لئے اکثر اس کو گھرکیاں بھی ملتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ سیرہ برتن صاف کر رہی تھی۔ بہت ہی اُداس تھی۔ دل میں بہت قسم کے خیال اُٹھ رہے تھے۔ آخر کار آپ ہی آپ بول اٹھی

سیرہ۔ کاش کہ میں کچھ ہوتی اور کوئی کام نہ کرتی

گھر کا مالک۔ سیرہ ہمیں بھی بتاؤ کہ تم کیا کچھ ہوتیں اور کیا کرتیں؟

سیرہ بیچاری بالکل شرما گئی۔ کیونکہ اُسکا خیال تھا کہ وہ اکیلی ہے۔ لیکن گھر کا مالک اچانک کوئی چیز لینے ادھر آیا تھا۔ اس لڑکی کی بات سنکر وہیں ٹھہر گیا۔

گھر کا مالک۔ بتاؤ سیرہ تم کیا ہونا چاہتی ہو

اور کیا کرنا چاہتی ہو؟

سیرہ بیچاری کو خود بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا بننا چاہتی ہے یا کیا کرنا چاہتی ہے۔ صرف اُس نے مالک کی تین بیٹیوں کو دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک گانے بجانے میں بہت ہی ہوشیار تھی۔ دوسری مصور تھی اور بہت عمدہ تصویریں بنایا کرتی تھی تیسری ڈاکٹر تھی اور روز غریبوں کی خبر کے لئے جایا کرتی تھی سیرہ سیدھی سادی لڑکی تھی۔ مگر یہ تینوں خوبصورت لڑکیاں تھیں۔ سیرہ بے چاری ان کو دیکھ کر ترستی تھی کہ کاش کہ میں بھی کچھ ہوتی۔ اب جب گھر کے مالک نے اس سے سوال کیا تو اس بے چاری سے کوئی جواب نہ بن پڑا آخر یوں کہنے لگی

سیرہ۔ مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ میں کیا ہوتی۔ مگر تب بھی میں چاہتی ہوں کہ میں کچھ ہوتی اور کچھ کر سکتی تو کتنا اچھا ہوتا۔

گھر کا مالک۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے نام کے کیا معنی ہیں۔

سیرہ۔ نہیں۔

گھر کا مالک۔ سیرہ کا مطلب ہے شہزادی اور ایک دن کوئی شہزادہ تم سے شادی کریگا۔ تب تم بالکل خوش ہو جاؤگی۔ گھبراؤ نہیں۔

یہ کہہ کر گھر کا مالک چلا گیا۔ اور سیرہ بڑی حیران ہو گئی۔ اُس نے کتنے دن اس شہزادے کی انتظار کی۔ مگر کوئی شہزادہ نہ آیا۔ اب سیرہ کے دل میں ہر وقت شہزادی بننے کا شوق تھا۔ آخر ایک دن چوری تھیٹر چلی گئی۔ تماشہ ختم ہونے پر کمپنی کے مالک سے درخواست کی کہ مجھے بھی نوکر رکھ لو دل میں یہی خیال تھا کہ میں سچ شہزادی تو بن نہیں سکتی۔ چند گھنٹوں کی شہزادی ہی سہی کمپنی کے مالک نے اس کو دو چار باتیں سنا کر چھوڑ دیا کہ تمہارے جیسی لڑکیاں کیا کریں گی۔ سیرہ بے چاری کا دل ٹوٹ گیا۔ تماشہ گاہ سے باہر نکلی تو ایک گاڑی کے نیچے آ گئی۔ ایک نہایت ہی مہربان عورت اس کو ہسپتال لے گئی۔ سیرہ بالکل بیہوش تھی اُنہوں نے اس کا نام دریافت کرنا چاہا۔ مگر یہ سارے وقت بیہوشی میں یہی کہتی تھی۔ سیرہ شہزادی۔ سیرہ شہزادی۔ آخر کسی نہ کسی طرح گھر کے مالکوں کو بھی اُس کی خبر ملگئی۔ اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ ایک ہفتے کے بعد اس کو ہوش آیا۔ جب اُس نے آنکھ کھولی تو حیران ہوئی کہ میں کہاں ہوں۔ آخر نرس نے اُس کو کہا کہ ابھی تمہاری ایک دوست تم کو ملنے آئیگی یہ بہت حیران ہوئی کہ یہ کون دوست۔ تھوڑی دیر میں ایک نہایت حلیم سی عورت سیرہ کے پاس آئی۔ پہلے تو سیرہ اس کو دیکھ کر بہت ڈر سی گئی کیونکہ یہ جانتی تھی کہ میں ایک اچھی لڑکی نہیں ہوں۔ لیکن جب یہ مہربان دوست بڑے پیار سے سیرہ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اور ایک خوبصورت پھولوں کا گلدستہ دیا۔ پھر سیرہ کو ذرا تسلی ہوئی کہ شاید ان کو میری شرارت سے واقفیت نہیں ہے۔ اس مہربان دوست کا نام مسز ڈیوڈسن تھا۔

مسز ڈیوڈسن۔ تمہارا نام کیا ہے؟

سیرہ۔ میرا نام سیرہ ہے۔

مسز ڈیوڈسن۔ اور شاید تم اپنے نام کے معنی بھی جانتی ہو۔

سیرہ۔ جی ہاں! شہزادی

مسز ڈیوڈسن۔ کیا تم شہزادی بننا چاہتی ہو؟

سیرہ۔ لیکن میں تو کبھی ایک شہزادی نہیں بن سکتی۔ مجھ کو تو تھیٹر میں بھی نہیں لیا۔

مسز ڈیوڈسن۔ تھیٹر میں تو صرف چند گھنٹوں کے لئے شہزادی بن سکتے ہیں۔ اور جو بادشاہوں کے گھروں میں شہزادیاں ہوتی ہیں وہ بھی نہیں ہوتی کیونکہ بعض دفعہ انہی شہزادیوں کو بھیک مانگنی پڑ جاتی ہے۔ اور موت کے سامنے تو امیر اور غریب سب ایک برابر ہے۔ میں تمہیں ایک طریقہ بتاتی ہوں جس کے ذریعہ تم حقیقی شہزادی بن سکتی ہو۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ سب سے بڑا بادشاہ کون ہے؟

سیرہ۔ جارج ششم۔

مسز ڈیوڈسن۔ جارج بادشاہ تو صرف ایک بڑا بادشاہ ہے۔ ایسے تو اور بھی ہیں۔ مگر ہمارا خدا بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور ہم اُس کی بیٹیاں ہیں۔ چونکہ ہم بادشاہوں کے بادشاہ کی بیٹیاں ہیں اس لئے ہم حقیقی شہزادیاں بن سکتی ہیں۔ ذرا خیال سے میری بات سنو یہ بادشاہ سراسر محبت ہے اور جو لوگ اُس کے بیٹے اور بیٹیاں بننا چاہتی ہیں۔ اُن کے لئے اُس کا یہ خاص حکم ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اپنی ساری جان اپنی ساری عقل اور اپنے سارے زور سے پیار کر اور اپنے پڑوسی کو اپنے مانند جب تم دل سے پیار کرنے لگوگی تب تم ہر طرح سے اُس کو خوش کرنے کی کوشش کروگی۔ اور وہی کام کروگی جو اُس کو پسند ہے تب تمہارے کام اور باپ کے کام ایک جیسے ہونگے یہی ہے ایک حقیقی شہزادی ہونا اور پھر موت کے بعد تم ہمیشہ شہزادی بن کر بادشاہوں کے بادشاہ کے پاس رہوگی۔

سیرہ یہ باتیں سنکر بہت خوش ہوئی۔ ٹھیک ہونے کے بعد پھر اُسی گھر میں جا کر نوکر ہو گئی۔ لیکن اب وہ حقیقی شہزادی کے لائق کام کیا کرتی تھی۔ پھر اُس نے کبھی کسی کام کو حقیر نہ جانا۔ ہر ایک کام دیانتداری سے کرتی تھی تاکہ بادشاہ خوش رہے



اس کی زندگی سے بہتوں کو فائدہ ہوا۔ اور امید ہے کہ بہتوں کو ہوگا۔ (پریم دیوی)

ترشنہ بلیدان

کیا ہی اپدیش بھرا ہے نرنجن نراکار اویناشی کی کہ اس سرشٹی میں ایک سے ایک ادبھت چرتر درشٹ آ رہے ہیں۔ بڑے سے بڑے ودوانوں نے نانا پرکار کے سائنس نکالے اور اپنے پکش کو سدھ کر دکھایا۔ پرنتو ستیہ تو یہ ہے کہ سدھ کچھ بھی نہ ہوا۔ ایک ہنسی کی کتھا کے سمان ہوا۔ ارتھات ایک مورکھ پتا نے اپنے پتر سے پوچھا کہ ہے پتر یہ اس پر تم نے کیا پرشنسا یوگیہ ودیا پڑھی۔ پتر نے اتر دیا کہ نیائے شاستر (علم منطق)۔ پتا نے چکیا سا کہا کہ اس ودیا سے تم کیا کر سکتے ہو۔ پتر بڑی کروک سے بولا کہ ایک کو دو کر کے دو۔ پتا کے ہاتھ میں لڈو تھا (جو پتر کے دینے کے لئے تھا) بولا کہ بیٹا یہ ایک لڈو تمہارے لئے تھا۔ اب نیائے شاستر (منطق) سے بدھ کر دو سو تم کھانا اور یہ لڈو میں کھاتا ہوں۔ یہ کہہ کے پتا جی چٹ کر گئے۔ پتر دیکھتا رہ گیا۔ کیا سدھ ہونا تھا اور کیا ہوا۔ اسی بھانت بڑے سے بڑے ودوان لوگوں نے تن من دھن سب کچھ گنوایا۔ پرنتو گورو دیو کی لیلا کا پار نہ پایا۔ ستیہ ہے۔ پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا پنڈت بھیا نہ کوئی۔ ڈھائی اکشر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئی۔ اب اس گورکھ دھندے کو آپ ہی پرکاش کرینگے۔ اور اپنے سبجیکٹ کی اور جھکیں گے (ارتھات)

ترشنہ بلیدان۔ دھارمک سنسار (مذہبی دنیا) میں ادوے سے است تک جتنے منش ہیں (بجز دھرما دلمبی منشوں کو چھوڑ کے) سب کے سب یہ بات مانتے آئے ہیں کہ ہم سب کے سب منشا۔ باچا۔ کرمنا کرکے پاپی ہیں۔ اور ڈنڈ کے بھاگی ہیں۔ جب تک پاپ کا ورن پرچھت نہ ہو نرک سے بچنے کا کوئی اوپائے نہیں۔ کارن ہمارا سرجن ہار نیائی ہے بنا ڈنڈ کے کدا پی نہ چھوڑیگا۔ اس کا اوپائے بلیدان ور لیفارمران نے اپنے اپنے شاستروں سے یہی بتایا ہے۔ کہ بلیدان پچھلے پاپوں کے ڈنڈ سے چھٹکارا پائے۔ یہ بلیدان دو پرکار کے ہیں۔ پرتھم بعل بھول انہ (الخ) جیسے دھارمی کیڑی* سے منش تک۔ جب پر ودیک سے دیکھئے کہ ایسے مہاں کی ویوستھا (شریعت) کا بھنگ کرنا اور پھر اسے کو تھوڑیا آسر سے پرٹھا کہ سادھارن جیو کے بلیدان سے نیائی سرجن ہار کو سامانیہ ڈنڈ دینے سے چھٹکارا ہو جائیگا۔ ایسا کیول کلپت (خیالی) بچار کسی کام نہ آئے گا۔ اور انت کو پچھتانا پڑے گا۔ اگر ایسے بلیدانوں سے سنسار کا نستارن ہو جاتا تو دوتیہ بلیدان کی آوشکتا نہ ہوتی۔ جب نیائی سرشٹ کرتا نے دیکھا کہ پرتھم بلیدان کیول میرے سنگ بھوٹائی (ٹھٹول) کرنا ہے۔ اور جگت کا ادھار کسی پرکار نہیں۔ تب ادشکتی فرسٹ انسیں پاور (اقنوم اول) نے اپنے میں سے دوتیہ شکتی کا پرکاش کیا۔ اور یہ شکتی پتر سروپ میں پرگھٹ ہوئی۔ پتر سروپ میں پرگھٹ ہونے کا کارن یہ تھا۔ کہ پتر سے ادھک پریہ کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے اپنا اکلوتا پتر بلیدان کے ہیت جگت کے ادھار کے لئے بھیجیوں دوتیہ شکتی پتر سروپ پرگھٹ ہو کے نیائی (عادل) کے نیائے کو پورا کرنے کے ہیت نر سروپ دھارن کیا۔ کارن نر ہی نے ویوستھا بھنگ کی اس لئے دوتیہ شکتی کو نر روپ دھارن کرنا پڑا۔ دوتیہ شکتی نے پرتھم بلیدان کرنے ہاروں کی دوکانوں کا نیچے آپ اولٹ دیا۔ اور انہیں مندر (گرجا گھر) سے کان پکڑ کے باہر کر دیا کہ میرے پتا ادشکتی کے گھر کو بنساہی (تجارت) کا گھر بنایا ہے۔ ہمارے نیم سماچار (نیو ٹیسٹامینٹ) سے سدھ ہوتا ہے کہ لیشو کی نیوں کے بلیدان سے پاپوں کا پرانچت ادا یہ کال نہیں ہو سکتا۔ دوتیہ شکتی نے اپنے پریہ پتا سے نویدن کیا کہ میں جگت کے پاپیوں کے ہیت بلیدان ہوتا ہوں اور آپ کی ویوستھا کو پورن کرتا ہوں آپ نیائی کو پورا کیجئے۔ ہاں دیا یہ کیسا عاشق درد ناک منظر ہوتے ہیں۔ یہیں ہے کہ پاپی سنسار پر اگرہ (فضل) کی ورشٹی کیا۔ اور اکلوتے پتر پر بھی کٹھور تا کیا۔ کہ پتر یوں کروس (صلیب) پر پکار کے کہے ہے میرے پتا! ہے میرے پتا! کیوں مجھے اکیلا چھوڑا ہے۔ پتر کے ایسے کرونا (قابل رحم) شبد کو سن کے کون پاشان (سنگ دل) ہوگا کہ آٹھ آٹھ آنسو نہ بہائیگا۔ ہے جگت کے لوگو! انجیل کی شیو کو دیکھو تکڑی (ترازو) کے دونوں پلڑے برابر ہو رہے ہیں (ارتھات دیا (رحم) اور نیائے (عدل) برابر ہو رہے ہیں) رتی بھر بل نہیں۔ پرے چھ گھنٹے دو جگیق ایسے کشٹ* میں رہے کہ نہ کہنی میں کہنے کی شکتی اور نہ سننے پڑھنے ہاروں میں سننے اور پڑھنے کی سامرتھ۔ جگت میں جتنے سمراٹ (سلاطین) ہوئے انہیں نامی انجیل راجہ مہاراجہ اور سمراٹ جتنے ہیں سب ہیں یہی انجیل کا نیائی (عدل) دیا (رحم) پایا جاتا ہے۔ درجن دو جگ کرو کچھ میں کچھ ہم میں کہئے کہ انجیل کی

* بھاشا میں چیونٹی کو کہتے ہیں

* گورو دیو کے کشٹ پر پھر کسی سمے اسپیشل لکھا جائیگا

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۹۶ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۱ء سے تیسری اور پانچویں کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی نیگرانی کردی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہوگیا ہے شرح فیس طالب علم ماہوار اگر ایک خاندان سے دو ہوں ... علاوہ درسی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں ہر قسم کا ... وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت ... مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بورڈنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع ہوادار بورڈنگ ہوس اور خوشنما فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر:۔

پرنسپل بورڈنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

باغ دل ۔ ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ ہر اگر دو یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ... فی کاپی ملنے کا پتہ پادری ای ایم ویری ڈی ڈی منیجر لودیانہ پنجاب

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کیلئے درخواست بنام منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ ... خریدار ہمارے ... پتہ ... نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ... یو پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل تبصرہ سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب سے عہ ۔ ۔ ۔ ے

غیر ممالک سے ۔ ۔ عہ ۔ ۔ ۱۳ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ہرے	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پورا کالم	عہ	صہ	ہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

تمام ضروریات زندگی

کابل و کشمیر کی پیداوار اور میوہ جات پنساری مفرد و مرکب زعفران کستوری مربہ جات شہد مغز چلغوزہ گچھیاں۔ ہینگ۔ پاپڑ وڑیاں سامان سوداگری منیاری سامان سٹیشنری سامان مستورات زیورات پارچات اسباب چمڑہ برش گرگابی وغیرہ پشاوری لونگی کلاہ ٹوپی۔ سامان ... متعلقہ ... ترکمان زنگار ... وغیرہ

بھگوانس عرق عشبہ مرکب

مصفی خون خارش پھوڑہ پھنسی آتشک ناسور گٹھیا بدن کے سفید سیاہ داغ اور دیگر جلدی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے قیمت فی بوتل ... فہرست مفصل ... درخواست ... ہمارے ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں ... گجرات ... جہلم ... لاہور ... وغیرہ وغیرہ

المشتہر بھگوان پنساری شہر راولپنڈی

ضرورت

ایک مسیحی ڈرائنگ ماسٹر کی ضرورت ہے جو میٹرک پاس ہو یا ایس۔ ایل۔ سی ہو جس نے ڈرائنگ خاص اختیاری مضمون لیا ہو یا جس نے کسی آرٹ سکول سے امتحان پاس کیا ہو تنخواہ مبلغ ۲۵ روپیہ ماہوار ملے گی۔ ایک مسیحی ایف۔ اے پاس ہائیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو انگریزی تاریخ اور جغرافیہ پڑھانے کے قابل ہو تنخواہ مبلغ ۳۰ روپیہ دیجائے گی اردو ہندی بخوبی جانتا ہو درخواستیں ہیڈ ماسٹر ... سکول فیروز آباد ضلع آگرہ کے پاس آنی چاہئیں۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیکر مشکور فرمائیے۔

پادری ای ایم ویری ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام ... چھپا۔